

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہر حافظ، ہر قاری، ہر گھر، ہر سکول، ہر کتب، ہر جامعہ اور ہر مسلمان
کیلئے ضروری رسالہ

توحید و شرک

از قلم

مُحَمَّدٌ فَهَيْمٌ مُصْطَفَانِي

نعمان پبلیکیشنز گوجرانوالہ



الله

الله

الله

أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْإِنشَاءُ

الله

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں ﴾

نام رسالہ	توحید و شرک
مرتب	محمد فہیم مصطفائی 0300-4406838
پہلا ایڈیشن	اکتوبر 2010ء
تعداد	1200
دوسرا ایڈیشن	نومبر 2010ء
تعداد	1200
چوتھا ایڈیشن	اپریل 2013ء
تعداد	1200
صفحات	32
ہدیہ	30 روپے

﴿ ملنے کے پتے ﴾

مکتبہ قادریہ میلاڈ مصطفیٰ چوک کوثر انوال، کرم انوال، ایک شاپ لاہور
مکتبہ اعلیٰ حضرت و اتادریار مارکیٹ لاہور، مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور
مکتبہ جالیہ و سراط مستقیم فورہ چوک کجرات، مکتبہ المصطفیٰ سیالکوٹ
مکتبہ المصطفیٰ اندرون لوہیا انوال کوثر انوال، مکتبہ برکات المدینہ کراچی
مکتبہ اہلسنت اندرون لوہاری گیٹ لاہور، مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور
مکتبہ رضائے مصطفیٰ دارالاسلام چوک کوثر انوال، اسلامک بک راولپنڈی

❁ فهرست ❁

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	شرک کی تعریف	5
2	شرک کا معیار	6
3	توحید کی دو اقسام	7
	1- خارجیوں کی توحید	7
	2- اللہ والوں کی توحید	8
4	ممن دون اللہ اور اولیاء اللہ میں فرق	9
	پہلی وجہ	9
	اللہ کے نبی کے قدم کا کمال	9
	اللہ کے نبی کے ہاتھ کا کمال	10
	اللہ کے نبی کی آنکھ کا کمال	11
	اللہ کے نبی کے کان کا کمال	12
	فرق کی دوسری وجہ	12
	فرق کی 8 صورتیں	12
4	سوال و جواب	15
5	سوال و جواب	16
6	اللہ تعالیٰ کی صفات ہندوں میں: ایک تھاپی جائزہ	16
	جائزہ نمبر (۱)	16
	جائزہ نمبر (۲)	17
	جائزہ نمبر (۳)	17
	جائزہ نمبر (۴)	17
	جائزہ نمبر (۵)	17

18	جائزہ نمبر (۶)	
18	جائزہ نمبر (۷)	
18	جائزہ نمبر (۸)	
19	جائزہ نمبر (۹)	
20	جائزہ نمبر (۱۰)	
20	جائزہ نمبر (۱۱)	
20	جائزہ نمبر (۱۲)	
22	سوال و جواب	7
22	سوال و جواب	8
23	[لا ندع] بمعنی [لا بعد] ہے	9
23	اس بات پر کثیر مفسرین کے دلائل و حقائق	10
23	آیت نمبر (۱)	
23	آیت نمبر (۲)	
23	آیت نمبر (۳)	
23	آیت نمبر (۴)	
23	آیت نمبر (۵)	
24	آیت نمبر (۶)	
25	آیت نمبر (۷)	
25	آیت نمبر (۸)	
26	آیت نمبر (۹)	
26	آیت نمبر (۱۰)	
26	آیت نمبر (۱۱)	
27	ضروری وضاحت	11
28	سوال و جواب	12
29	ماخذ و مراجع	13

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

☆ شرک کی تعریف و توضیح ☆

شرک کا لغوی معنی، برابری جبکہ شرک کی واضح تعریف جو علماء کرام نے کی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی وصف کو غیر اللہ کیلئے اس طرح ثابت کرنا جس طرح اور جس حیثیت سے وہ اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے، یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا علم ازل، ابدی، ذاتی اور غیر محدود و محدود کل (سب کو گھیرے ہوئے) ہے، اسی طرح نبی اور ولی کو بھی ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ جملہ صفات کمالیہ کا مستحق اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے، اسی طرح غیر اللہ بھی ہے تو یہ شرک ہوگا اور یہی وہ شرک ہے جس کی وجہ سے انسان دائرۃ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور بغیر تو پہنچ گیا تو ہمیشہ کیلئے جہنم کا ایندھن بنے گا اور اسی شرک کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ السَّامِیَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهِ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرَکْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝﴾ [نساء: ۱۱۶]

ترجمہ ”بے شک اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو نہیں بخشتا اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانا ہے تو وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا۔“
ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذْ قَالُ لِقُلُسٍ لَا یَسْمِعُ وَّهُوَ یُعْظِیْهُ یٰسَعٰی لَا تُشْرَکْ بِاللّٰهِ، اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝﴾ [قصص: ۲۲]

ترجمہ ”اور جب“نمر“ نے قلمان کے لئے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت بنانا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

قرآن مجید کے بعد احادیث مبارکہ میں بھی شرک کی مذمت کی گئی ہے:

﴿عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي رَسُولُ اللَّهِ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ،

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ

[مشکوۃ لمصليح: کتاب الایمان، باب الکفر وعلامات کفر، فصل قُتِلْتَ نَدَا]..... [سنن احمد: مسند

الانصار، باب حديث معاذ: (رقم الحديث المسجل: ۱۱۰۶۰)]

ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے

دس کلمات کی نصیحت کی، پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت

بنانا اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اور تجھے جلا دیا جائے۔“

[الافتتاح]: دیکھئے رسول اللہ ﷺ شرک سے بچنے کی یہاں تک تاکید کرتے ہیں

کہ اگر جان بھی جائے تو بھی شرک نہیں کرنا کیونکہ یہ ایک سنگین جرم ہے جو کہ ناقابل معافی ہے۔

☆ شرک کا معیار ☆

جس فعل کا شرک ہونا نص سے ثابت ہو، وہ واقعی حرام اور ممنوع ہوگا اور جس فعل کے

شرک ہونے پر قرآن وحدیث میں صراحت نہ ہو تو اس کو خواہ مخواہ اپنی طرف سے شرک ٹھہرانا

اور اس کے ممنوع ہونے کے فتوے دینا سراسر حماقت اور نادانی ہے کیونکہ اگر ہر جگہ شرک یا عدم

شرک کا بلا دلیل اعتبار کر لیا جائے تو تو امرہ اسلام اس قدر تنگ ہو جائے گا کہ تلاش کرنے سے

بھی کوئی مسلمان نہ ملے گا، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ موجود ہے، اب کسی غیر کو ہرگز موجود نہیں

کہنا چاہئے کیونکہ اس سے شرک کا وہم چڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی موجود اور غیر اللہ بھی موجود،

لہذا اس غیر اللہ کو معدوم کہنا چاہئے حالانکہ کوئی عاقل بھی اس بات کو ماننے کیلئے تیار نہ ہوگا، لہذا

یہاں کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر موجود ہے جبکہ غیر اللہ تعالیٰ کی عطا سے مجازی

طور پر موجود ہے۔

☆ توحید کی اقسام ☆

مشہوم کے اعتبار سے توحید کی دو اقسام ہیں:
(۱) اللہ والوں کی توحید (۲) خارجیوں کی توحید

﴿ خارجیوں کی توحید ﴾

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ ہو یا ولی یا جن یا فرشتہ کسی میں بھی نفع و نقصان اور بھلائی و برائی پہنچانے کی قدرت از خود یا خدا کی بخشی ہوئی جاننا اور ماننا شرک ہے۔

اگر کوئی یہ سمجھے کہ نبی، ولی، پیر، شہید وغیرہ کو بھی عالم میں تصرف کرنے کی قدرت ہے از خود یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قدرت دی ہے تو ایسا شخص از روئے کتاب اللہ و حدیث مبارک شرک ہے، کسی بھی نبی ولی کو پکارنا، ان سے مدد مانگنا، ان کو حاضر و ناظر جاننا شرک ہے، نبی ولی کیلئے نام غیب ذاتی یا عطائی دونوں شرک ہیں، نبی، ولی کو مشکل کشا ماننا اور ان کے وسیلے سے دعا مانگنا شرک ہے۔

حضرات گرامی! یہ ہے خارجی نظر یہ توحید والے من دون اللہ اور اولیاء اللہ میں فرق نہیں کرتے، اسی لئے یہ بتوں اور کافروں کے بارے نازل شدہ آیات کو اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ جیسے بت ٹلے اور ناکارہ ہیں، کسی بھی قسم کے نفع و نقصان کے مالک نہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نبی ولی بھی کچھ نفع و نقصان پہنچانے کے مالک نہیں۔

خارجی توحید میں جس طرح بت کیلئے اختیار ماننا شرک ہے، اسی طرح نبی ولی کیلئے بھی اختیار ماننا شرک ہے، انہیں لوگوں کے بارے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول موجود ہے:

﴿وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَرَاهُمُ شُرَارَ خَلْقِ اللَّهِ وَقَالَ: إِنَّهُمْ

انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوا عَلَيْهَا الْمُؤْمِنِينَ﴾

[صحیح بخاری: کتاب مسجیة المسلمین و فریقین، باب قل فعولج: ۱۰۱۵۱]

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق

میں بدتر لوگ سمجھتے تھے اور آپ فرماتے کہ بے شک یہ لوگ جو آیات کفار کے
بارسنازل ہوتی ہیں، ان کو مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔“

﴿ اللہ والوں کی توحید ﴾

اللہ والوں کی توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ
انفال میں، وہی مستحق عبادت ہے، اُس کے علاوہ کسی کی عبادت جائز نہیں، وہی سب کا خالق
ہے، وہی سب کا مالک ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں، سب اُسی کے محتاج ہیں، وہ جو چاہے کرے،
اُسے کوئی نہیں پوچھ سکتا، وہ چاہے تو آن ہی آن میں سارا جہاں تباہ کر دے، اُس کا کوئی مثل نہیں۔

الحاصل ! توحید ہی سب کچھ ہے اور جو کوئی خدا کے یہ کمالات نہ مانے، وہ شرک
ہے اور دائمی جہنمی ہے، لیکن اللہ وحدہ لا شریک نے اپنی منشاء اور اپنے ارادے سے احکام
جاری کرنے کیلئے وسائل و اسباب پیدا کئے ہیں حالانکہ اُس کی شان بے نیازی یہ ہے کہ اُس
فرمائے تو سب کچھ ہو جائے مگر اس کے باوجود اُس نے ہر کام کیلئے اسباب پیدا فرمائے ہیں،
مثلاً: رازق وہی ہے مگر اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے رزق کے اسباب پیدا فرمائے، شافی
وہی ہے مگر اُس نے شفا کیلئے اسباب پیدا فرمائے، دوائیوں اور جزمی بوٹیوں میں شفا رکھی ہے
اور ان دوائیوں کو رب تعالیٰ نے ہی پیدا فرمایا ہے، پھر انسان کو ان دوائیوں کو استعمال کرنے
کیلئے علم بھی اللہ تعالیٰ نے ہی عطا کیا ہے۔

الحاصل ! اگر آگ جلاتی ہے تو یہ اُسی کی قدرت کا مظہر ہے، چاند سورج ستارے
روشنی دیتے ہیں تو اُسی کی قدرت کا مظہر ہیں، اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی، ولی
مخلوق کیلئے فیض رساں ہیں تو یہ بھی اُسی خالق کی قدرت کے مظہر ہیں۔

لہذا اللہ والوں کی توحید میں من دون اللہ یعنی بتوں اور انبیاء و اولیاء میں بہت فرق
ہے، اللہ والوں کے نزدیک بت وغیرہ واقعی کسی قسم کے نفع نقصان کے مالک نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ
کی عطا سے اللہ کے نبی اور ولی بندوں کی مدد کرنے پر قادر ہیں اور ان کی مشکلات دور کرنے کی

صلاحیت رکھتے ہیں، اسلئے کہ اولیاء اللہ اور دُور اللہ میں بہت فرق ہے، اور اصل میں یہی وہ نکتہ ہے جو قابل غور ہے کہ جب تک اولیاء اللہ اور من دُور اللہ یعنی بت وغیرہ میں فرق نہ کیا جائے گا اصل توحید اور شرک کا مفہوم سمجھ نہیں آئے گا۔

☆ من دُور اللہ اور اولیاء اللہ میں فرق ☆

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ من دُور اللہ اور اولیاء اللہ میں کس کس لحاظ سے فرق ہے:

﴿ پہلی وجہ ﴾

خارجیوں کا یہ کہنا ہے کہ من دُور اللہ سے مراد نبی ولی ہیں لہذا جس طرح من دُور اللہ یعنی بت کسی کی پکار نہیں سنتے، کسی کو نفع نقصان پہنچانے پر قادر نہیں، اسی طرح انبیاء و اولیاء بھی کسی کو نفع نقصان پہنچانے پر قادر نہیں، تو اگر ان کی یہ بات تسلیم کر لی جائے تو پھر لازم آئے گا کہ جس طرح بتوں کے پاؤں تو ہیں لیکن ان میں قوت حرکت نہیں، ان میں ہاتھ تو ہیں لیکن ان میں پکڑنے کی قوت نہیں، ان میں کان تو ہیں لیکن قوت سنا نہیں، اسی طرح میوں اور ویوں کے جملہ اعضاء بے کار ہوں، نہ دو چل سکتے ہوں، نہ پکڑ سکتے ہوں، نہ دیکھ سکتے ہوں اور نہ ہی سن سکتے ہوں حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

اب آئیے اللہ تعالیٰ کے نبی کے ان مذکورہ اعضاء یعنی پاؤں، ہاتھ، آنکھ اور کان کے کمالات کا لحاظ کریں۔

☆ اللہ کے نبی کے پاؤں کا کمال ☆

(۱) ﴿ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا اسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَمَا كَانَمَا الْأَرْضُ تَطْوِي لَهُ أَثَا لِحُجْمَدِ أَنْفُسَنَا وَأَنَّهُ لَغَيْرُ مُكْرَبٍ ﴾

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے

بڑھ کر کوئی صیغہ نہیں دیکھا گیا کہ سورج آپ کے چہرہ مبارک میں گردش کرتا تھا اور میں نے تیز چلنے میں حضور ﷺ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو یوں معلوم ہوتا کہ گویا آپ ﷺ کے قدموں کے نیچے زمین لہجی جا رہی ہے، ہم آپ ﷺ کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور تیز چلنے میں مشقت اٹھاتے اور آپ ﷺ باسانی بے تکلف چلتے مگر پھر بھی سب سے آگے رہتے۔

[ملکوتہ المصلح: ابواب فضائل سید قمر الدین، باب لسانہ فیہ، الفصل ثانی: ۵۱۸]

(۲): عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَمَلَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

صَعِدَ أَحَدًا وَابْنُ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ ﷺ
أَثْبَتْ، أَخَذَ، فَأَنَامَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَدِيقٌ وَشَهِيدَانِ

ترجمہ: حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو

بیان فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے، پس اُحد پہاڑ کا پائے لگ پڑا، پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جا، اُحد پہاڑ اک تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

[صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب قول نبی لو کنت معہما علیہ ۱۹۱/۱۰ رقم الحديث

للبخاری: ۲۶۸۶) (رقم الحديث للتسجيل: ۲۶۱۰)..... [سنن ترمذی: کتاب المناقب، باب فی مناقب

عثمان: ۱۱۰/۲ (رقم الحديث للتسجيل: ۲۶۲۰)..... [سنن بیہقی: کتاب المناقب، باب فی مناقب

۱۹۱/۲ (رقم الحديث للتسجيل: ۴۰۲۲)]

☆ اللہ کے نبی کے ہاتھ کا کمال ☆

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز کسوف پڑھائی اور دوران نماز اپنا

ہاتھ بلند فرمایا جیسے کسی کو پکڑ رہے ہوں، پھر اختتام نماز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا رَأَيْتُمُ الْمَجْنُونَ فَتَنَّاوَلْتُمْ مِنْهَا عُقُودًا وَلَوْ أَصَبَتْهُ لَا كَلِمَتُمْ مِنْهُ مَا

بَقِيَتْ الدُّنْيَا﴾

ترجمہ: ”میں نے جنت کو دیکھا پس میں اس میں سے ایک خوشہ توڑنے لگا اگر میں اس خوشے کو توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس کو کھاتے رہتے۔“

[صحیح بخاری: کتاب الفحص، باب صلوة الکسوف، طبع: ۱۴۴۱ھ (رقم الحديث للتسجيل: ۹۹۲)، رقم الحديث للبخاری: ۱۰۵۱].... [صحیح مسلم: کتاب الکسوف، باب ما عرض علی نبی فی صلوة الکسوف: (رقم الحديث للتسجيل: ۱۰۱۱) (رقم الحديث للمسلم: ۱۱۰۹)]

[الانتباه]: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے جنت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا حالانکہ جنت ساتویں آسمان پر ہے اور زمین سے پہلے آسمان کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے، ایک آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے، یہی حال باقی تمام آسمانوں کا ہے، گویا آپ ﷺ نے سات ہزار سال کی مسافت پر جنت کو دیکھا تو جو نبی زمین پر رہ کر اتنی مسافت پر جنت کو دیکھ سکتے ہیں تو وہ زمین پر رہ کر اپنے تمام غلاموں کو بھی دیکھ سکتا ہے۔

☆ اللہ کے نبی کی آنکھ کا کمال ☆

ہماری آنکھ آگے دیکھ سکتی ہے اور قریب ہی دیکھ سکتی ہے جبکہ نبی کی آنکھ پیچھے بھی دیکھتی ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: هَلْ تَرَوْنَ قِبَلِي هَيْهَنَا، فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ وَكَذِبُكُمْ وَلَا خَشَوُكُمْ، إِنِّي لَا أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءَ ظَهْرِي

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلا صرف اس طرف ہے، پس اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارا رکوع اور خشوع پوشیدہ نہیں ہے بے شک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔“

[صحیح بخاری: کتاب الفصول، باب عظة الامام فاسی فی تمام الفصول: ۵۹۱ (رقم الحديث للتسجيل: ۴۰۱) (رقم الحديث للبخاری: ۴۱۸).... [صحیح مسلم: کتاب الفصول، باب الامر بصحة الفصول: ۱۸۰۱ (رقم الحديث للتسجيل: ۶۴۲) (رقم الحديث للمسلم: ۹۵۲)]

☆ اللہ کے نبی کی قوت سامعہ کا کمال ☆

حضرت سلیمان علیہ السلام کا شکر تین سو میل دور وادی نمل سے گزر رہا تھا:

﴿ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكَنَكُمْ لَا يَحْطُمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ

وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٨﴾ [النمل: ۱۸]

ترجمہ: ”ایک چوٹی بولی کہ اے چوٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ کہ تمہیں

تمہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر بے خبری میں چل نہ لیں۔“

[الانتباه]: حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین سو میل کے فاصلے سے چوٹی کی آواز سن لی

اور لشکر کو تھہر جانے کا حکم دیا تا کہ چوٹیاں اپنے بلوں میں گھس جائیں، آج کل سائنسی

تحقیقات عروج پر ہے، خوردبین کے ذریعے باریک سے باریک چیز کو دیکھا جاسکتا ہے لیکن

آج تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا جس سے چوٹی کی آواز سنی جاسکے، یہ آواز سننا حضرت

سلیمان علیہ السلام کا شاندار معجزہ ہے جہاں عقل انسانی عاجز ہے تو جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی

قوت سامعہ کا یہ کمال ہے تو ناجدار انبیاء و رسل کی قوت سامعہ کا کتنا بڑا کمال ہوگا۔

☆ من دون اللہ اور اولیاء اللہ میں فرق کی دوسری وجہ ☆

اس میں فرق کی آٹھ صورتیں بیان کی جائیں گی۔

[۱]: من دون اللہ خدا کے دشمن جبکہ اولیاء اللہ اللہ کے دوست۔

[۲]: من دون اللہ کومانے والا شرک جبکہ اولیاء اللہ کومانے والا مومن۔

[۳]: من دون اللہ اپنے ماننے والوں کو دوزخ میں لے کر جائیں گے۔

﴿ اَنْتُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ﴾ [الانبياء: ۲۸]

ترجمہ: ”بے شک تم اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجتے ہو، یہ سب جہنم کا ایندھن ہیں۔“

جبکہ اولیاء اللہ اپنے ماننے والوں کو جنت میں لے کر جائیں گے:

جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

﴿ يَصِفُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حُفُوفًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَهْلُ الْجَنَّةِ،

فَيَسُرُّ الرَّجُلُ مِنَ أَهْلِ النَّارِ عَلَى الرَّجُلِ، فَيَقُولُ: يَا قُلَانُ! أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ اسْتَسْقَيْتَ مُسْقِيكَ شَرْبَةً، قَالَ: فَيَشْفَعُ لَهُ وَيَسُرُّ الرَّجُلُ، فَيَقُولُ: أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ نَادَيْتُكَ طُغُورًا فَيَشْفَعُ لَهُ، قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: وَيَقُولُ: يَا قُلَانُ! أَتَذْكُرُ يَوْمَ بَعَثَنِي فِي حَاجَةٍ كَذَا وَكَذَا، فَلَمْ يَبْتَ لَكَ، فَيَشْفَعُ لَهُ ۝

ترجمہ: "لوگ قیامت کے دن صف در صف کھڑے ہوں گے، حضرت ابن نمیر فرماتے ہیں کہ یہ جنتی لوگ ہوں گے، پس ایک جہنمی شخص گزرے گا، پس وہ کہے گا کہ اے فلاں! کیا تجھے یاد نہیں وہ دن جب میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا تو میں نے تجھے پانی پلایا تھا، راوی کہتے ہیں کہ وہ جنتی اس کیلئے سفارش کرے گا، پھر ایک جہنمی گزرے گا اور کہے گا کہ کیا تجھے یاد نہیں وہ دن جب میں نے تجھے بنو، کر دیا تھا، پس وہ جنتی اس کیلئے سفارش کرے گا، ابن نمیر فرماتے ہیں کہ پھر ایک جہنمی کہے گا کہ اے فلاں! کیا تجھے یاد نہیں وہ دن جب میں نے تجھے فلاں فلاں کام کیلئے بھیجا تھا تو میں تیرے لئے پلا گیا تھا، پس وہ جنتی بھی اس کی سفارش کرے گا۔"

[سنن ابن ماجہ: کتاب الادب، باب فضل الصدقة، ۱۶۱۲ (رقم الحديث: ۳۶۷۵)]

[۴]: من دون اللہ کے ساتھ دشمنی کرنا لازم ہے اور دشمنی کرنے سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

الْوُثْقَىٰ لَا انْقِصَامَ لَهَا﴾ [زمرہ: ۲۵]

ترجمہ: "اور جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو اس نے بڑی محکم گرم تھامی جیسے کبھی نہیں کھاتا۔"

جبکہ اولیاء اللہ کے ساتھ دشمنی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ اعلان جنگ فرماتا ہے۔

﴿عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ

مَنْ عَادَايَ لِيْ وَلِيَّا فَقَدْ اذْنَنِيْ بِالْحَرْبِ ۝

[صحيح بطريق كتاب الفرق، باب فروع: ۱۶۷۱ (رقم الحديث: ۶۰۲۱)]

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی، پس میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔“
[۵]: **مَنْ دُونِ اللَّهِ** کبھی پیدا نہیں کر سکتے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ﴾ [الحج: ۱۷]
ترجمہ: ”اور وہ ہرگز ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب جمع ہو جائیں۔“
جبکہ اولیاء اللہ تعالیٰ کی عطا سے بڑے بڑے پرندے بنا لیتے ہیں۔
جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطَّيْرِ كَيْفَئِنَّهُ الطَّيْرُ فَأَنْفِخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾
ترجمہ: ”اور بے شک میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی طرح صورت بناؤں گا، پھر اس میں چونک ماروں گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فوراً زندہ ہو جائے گا۔“ [الاعراف: ۲۹]

[۶]: **مَنْ دُونِ اللَّهِ** ایک ذرہ نہیں اٹھا سکتے جبکہ اولیاء اللہ کی من و زنی تخت کو ملک سب سے اٹھا کر ملک شام میں ایک آنکھ بھینکنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لے آتے ہیں
قرآن کواد ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا آتَيْنَاكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقَرًّا
عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي﴾ [النمل: ۲۰]

ترجمہ: ”میں اس کو لاؤں گا آپ کی آنکھ بھینکنے سے پہلے، پس جب اس (حضرت سلیمان علیہ السلام) نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرے رب تعالیٰ کے فضل سے ہے۔“

[۷]: **مَنْ دُونِ اللَّهِ** کا ردہ اور نکلے ہوتے ہیں، وہ کچھ نہیں کر سکتے **جبکہ اللہ تعالیٰ کے**
دوست مردوں کو بھی زندہ کر دیتے ہیں، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ [الاعراف: ۲۹]

ترجمہ: ”اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔“

[۸]: **مَنْ دُونِ اللَّهِ** کے ساتھ دوستی کی قرآن نے مذمت بیان کی ہے:

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِمَّا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ اَوْلِيَاءَ فَاِنَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ ﴾ [الشوری: ۱۹]

ترجمہ: ”کیا انہوں نے اللہ ﷻ کے علاوہ اور دوست بنا رکھے ہیں، پس

اللہ ﷻ دوست ہے۔“

جبکہ اولیاء اللہ کے ساتھ محبت کرنے کو اللہ ﷻ نے پسند فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَّخِذِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَانْ حِزْبَ اللّٰهِ

هُمُ الْغَالِبُوْنَ ﴾ [المائدہ: ۵۶]

ترجمہ: ”اور جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کو اپنا دوست

بنائے تو بے شک اللہ ﷻ کی جماعت ہی غالب ہے۔“

سوال: یہ ہے کہ ہمیں معلوم ہو گیا کہ توحید یہ ہے کہ اس کی ذات و صفات میں کسی کو بھی

شریک نہ ٹھہرایا جائے، اب علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اگر ہم یہ کسی دوسرے کیلئے ثابت

کریں تو کیا یہ شرک ہوگا؟ سمجھیں اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، اگر ہم کسی دوسرے کیلئے مننے اور

دیکھنے کی صفات ثابت کریں تو کیا یہ شرک ہوگا؟

جواب: یہ شرک نہیں ہے کیونکہ حیات کی صفت خدا اور بندوں دونوں میں ہے، بظاہر

شرک نظر آرہا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حیات اور بندوں کی حیات میں بہت فرق

ہے، اللہ تعالیٰ کی حیات ذاتی، غیر محدود اور غیر فانی ہے، ازلی اور ابدی ہے جبکہ ہماری حیات

محدود، فانی اور عارضی ہے تو جب اللہ تعالیٰ کی حیات ازلی ہے اور ہماری فانی تو شرک ختم ہو گیا،

یہی تصور تمام مسائل میں چلے گا۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر کوئی قوت پیدا نہیں کی، اگر کی ہے تو یہ شرک ہو

گا اور اگر نہیں کی تو پھر پتھر اور انسان میں کیا فرق ہوگا؟

جواب: اللہ تعالیٰ قادر و مختار ہے اور اس نے بندے میں بھی قدرت و اختیار پیدا کیا

ہے مگر یہ شرک نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مختار ہوتے ہیں کسی کا محتاج نہیں جبکہ بندے محتاج ہیں، جیسے علم، سمع اور بصر وغیرہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں مگر یہ بندوں میں بھی پائی جاتی ہیں مگر یہ شرک نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں جبکہ ہماری صفات اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ ہیں۔

اب شرک کا مفہیم واضح ہو گیا کہ جو صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں، وہی صفات کسی اور کے لئے ثابت کریں گے تو شرک ہوگا اور جو صفات اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطاء کی ہیں، ان کو ثابت کرنے سے شرک لازم نہیں آئے گا، اگر ایسا نہ ہو تو پھر کوئی ظلم والا، ستمی والا اور دیکھنے والا نہ ہو۔

محترم قارئین! آئیے قرآن پاک کی چند آیات مبارکہ سے جائزہ لیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات علم، سمع، بصر اور رحمت وغیرہ کسی کو عطاء کی ہیں یا نہیں؟

جائزہ: [۱]: چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرءٍ وَّ فَ رَحِيْمٌ ۝۱۰﴾ [الحج: ۱۰]

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان رحم کرنے والا ہے۔“

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝۱۳﴾ [الاحزاب: ۱۳]

ترجمہ: ”اور وہ مومنوں پر رحم کرنے والا ہے۔“

جبکہ ان آیات کریمہ کے مقابلے میں یہ آیت پڑھیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رُوُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲۸﴾ [البقرہ: ۱۲۸]

ترجمہ: ”بے شک تمہارے پاس تمہاری قوم میں سے وہ رسول بھیج دیا ہے جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے

والے مومنوں پر مہربان اور رحم کرنے والے ہیں۔“

جائزہ: [۲]: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۝۲۰۷﴾ [البقرہ: ۲۰۷]

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے۔“

جبکہ اس کے مقابلے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا ﴾ [المائدہ: ۵۵]

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور ایمان والے تمہارے مددگار ہیں۔“

جائزہ: ۳: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يُّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ [البقرہ: ۲۱۳]

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔“

جبکہ اس کے مقابلے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ پڑھیں۔

﴿ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ [الشوری: ۵۲]

ترجمہ: ”اور بے شک آپ سیدھی راہ بتاتے ہیں۔“

جائزہ: ۴: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلٰى النُّوْرِ ﴾ [البقرہ: ۲۵۷]

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے جو انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔“

جبکہ اس کے مقابلے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لَتُخْرِجَ النَّاسَ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلٰى النُّوْرِ ﴾ [المریم: ۱]

ترجمہ: ”ایک کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف مازل کیا ہے تاکہ آپ

لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالیں۔“

جائزہ: ۵: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ﴾ [النساء: ۱۲۸]

ترجمہ: ”بے شک عزت تو تمام اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔“

جبکہ اس کے مقابلے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [المناقرن: ۸]

ترجمہ: ”اور عزت تو اللہ تعالیٰ اس کے رسول پر ہے اور ایمان والوں کیلئے ہے۔“

جائزہ: [۶]: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ﴾ [النور: ۲۱]

ترجمہ: ”ہاں! لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے پاک کرتا ہے۔“

جبکہ اس کے مقابلے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ﴾ [البقرة: ۱۲۹]

ترجمہ: ”اور آپ پر ہے انہیں کتاب اور پختہ علم سکھائیں اور انہیں خوب ستم فرمادیں۔“

جائزہ: [۷]: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا﴾ [الزمر: ۴۲]

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔“

جبکہ اس کے مقابلے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ﴾ [الحديد: ۲۱]

ترجمہ: ”اے حبیب منلی اللہ غفرلکم وعلیہم فرمادیجئے کہ ملک الموت ہی تمہیں وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔“

جائزہ: [۸]: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ [الحج: ۸۰]

ترجمہ: ”تم فرمادو کہ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں

سوائے اللہ تعالیٰ کے۔“

جبکہ اس کے مقابلے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿عَلَّمَ الْغَيْبَ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا، إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ [الحج: ۷۶]

ترجمہ: ”غیب تو جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے

پسندیدہ رسولوں کے۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ

يَشَاءُ﴾ [الاعراف: ۱۷۹]

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ اسے عام لوگوں کو تمہیں غیب کا علم دے،

ہاں! اللہ ﷻ چاہتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔“

تیسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَلِيْلٍ﴾ [الحکیم: ۷۴]

ترجمہ: ”اور یہ نبی غیب بتانے میں بھیل نہیں۔“

اب ایک آیت کریمہ میں علم غیب نبوی کی نفی ہو رہی ہے جبکہ تین آیات میں اثبات ہو

رہا ہے تو دونوں نفی اور اثبات حق ہیں کہ نفی علم ذاتی کی ہے جبکہ اثبات علم عطائی کا ہے۔

جائزہ: [۹]: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ﴾ [الانعام: ۷۰]

ترجمہ: ”اللہ ﷻ کے علاوہ اس کا کوئی حمایتی ہے، نہ سفارشی۔“

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا﴾ [زمر: ۴۴]

ترجمہ: ”اے حبیب منی اللہ غلبہ و نلہ! آپ فرما: سب کے شفاعت

تو سب اللہ ﷻ کے ہاتھ میں ہے۔“

جبکہ اس کے مقابلے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْلُكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ [مريم: ۸۷]

ترجمہ: ”لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمن کے پاس قرار رکھا ہے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اِذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾

ترجمہ: ”اُس دن کسی کی سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن ﷻ نے اجازت دی اور اس کی بات پسند فرمائی۔“ [طہ: ۱۰۹]

تیسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا﴾ [نساء: ۸۵]

ترجمہ: ”جو اچھی سفارش کرے اس کیلئے اس میں سے حصہ ہے۔“

جائزہ: ۱۰: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ [توبہ: ۵۹]

ترجمہ: ”اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس بات پر راضی ہوتے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے عطا کیا۔“

جائزہ: ۱۱: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ اغْنَيْتُمُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [توبہ: ۱۷۴]

ترجمہ: ”اُنہیں کیا غم کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے انہیں اپنی فضل سے غنی کر دیا۔“

جائزہ: ۱۲: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِي نَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ [الاحزاب: ۳۷]

ترجمہ: ”اور اے محبوب! اور جو تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔“

محترم قارئین! یہ چند آیات کریمہ بطور نمونہ آپ کے سامنے پیش کی، ان میں معمولی بھی غور و فکر کریں تو یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ جن اوصاف و کمالات اور افعال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی ہے، بعینہ انہیں الفاظ و مفہوم کے ساتھ ان افعال وغیرہ کی نسبت تاجدارِ انبیاء ﷺ اور ملائک وغیرہ کی طرف کی گئی ہے، لہذا یہ بات صراحتاً ثابت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی رؤوف اور رحیم... رسول اکرم ﷺ بھی رؤوف اور رحیم

اللہ تعالیٰ بھی مومنوں کا ولی... رسول اکرم ﷺ بھی مومنوں کے ولی

اللہ تعالیٰ بھی بادی... رسول اکرم ﷺ بھی بادی

اللہ تعالیٰ بھی ظلمتوں سے نکالنے والا... رسول اکرم ﷺ بھی ظلمتوں سے نکالنے والا

اللہ تعالیٰ بھی عزت والا... رسول اکرم ﷺ بھی عزت والے

اللہ تعالیٰ بھی پاک کرنے والا... رسول اکرم ﷺ بھی پاک کرنے والے

اللہ تعالیٰ بھی عطاء کرنے والا... رسول اکرم ﷺ بھی عطاء کرنے والے

اللہ تعالیٰ بھی فنی کرنے والا... رسول اکرم ﷺ بھی فنی کرنے والے

اللہ تعالیٰ بھی انعام کرنے والا... رسول اکرم ﷺ بھی انعام کرنے والے

اللہ تعالیٰ بھی غیب جاننے والا... رسول اکرم ﷺ بھی غیب جاننے والے

اللہ تعالیٰ بھی موت دینے والا... حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی موت دینے والے

محترم قارئین! اب بتائیں کیا یہ شرک ہو گیا ہے؟ خارجیوں کی توحید کے مطابق تو یہ مکمل

شرک ہے، تو پھر کیا قرآن خود شرک کی تعلیم دے رہا ہے؟ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن تو شرک

ماننے آیا ہے، نہ کہ پھیلانے، تو پھر ان آیات کا کیا مفہوم ہو گا جس سے قرآن شرک سے پاک

ثابت ہو جائے تو یاد رکھیے کہ ہر مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، اس کے تمام

اصناف و کمالات اور اختیارات ذاتی، غیر مخلوق اور لامحدود ہیں جبکہ رسول اکرم ﷺ اور دیگر اولیاء

صالحین وغیرہ کے اصناف و کمالات اللہ ﷻ کی طرف سے عطاء کردہ ہیں، یہ کمالات انبیاء و اولیاء

مخلوق، حادث اور محدود ہیں، تو جب نسبت میں فرق ہو گیا تو شرک بھی ختم ہو گیا کیونکہ شرک تو تب ہو

جب دونوں صورتیں مکمل برابری ہوں جبکہ یہاں برابری نہیں ہے بلکہ نسبت کے فرق کی وجہ سے دونوں

میسرہ علیحدہ صورتیں ہیں۔

سوال: اگر کوئی یہ کہے کہ مشرکین عرب بھی تو بتوں کو اللہ ﷻ کے برابر نہیں سمجھتے تھے بلکہ

صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کے حصول کا ذریعہ سمجھتے تھے اور اس کے باوجود قرآن پاک نے

انہیں مشرک کہا اور تم بھی انبیاء اور اولیاء کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہو تو پھر بتوں اور ولیوں میں

کوئی فرق نہ رہا۔

جواب : یہ بات درست نہیں کہ مشرکین بتوں کو خدا نہیں مانتے تھے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ

کے قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے بلکہ وہ بتوں کو خدا کے برابر سمجھتے تھے، اسی وجہ سے مشرک بھی قرآن اوردینے لگے اور اس بات کا بھی خوف قرآن کو لوہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ اللَّهُ إِنَّ كُنَّا لَنُفِي صَلَاتِ مُبِينٍ، اذْ نُسَوِّدُكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [طہ: ۹۷-۹۸]

ترجمہ : ”اللہ کی قسم! بے شک ہم علی گمراہی میں تھے، جب ہم تمہیں

رَبِّ الْعَالَمِينَ کے برابر قرار دیتے تھے۔“

محترم قارئین! مشرکین بتوں کو مستحق عبادت سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے نیز ان کے

نزدیک اللہ تعالیٰ نے بتوں کو پیدا کیا لیکن پیدا کرنے کے بعد الوہیت ان کو عطا کر دی ہے، لہذا

اب اللہ تعالیٰ کوئی کام نہیں کرنا بلکہ یہ بات ہی سب کچھ کہتے ہیں تو یہ عقیدہ درست نہیں جبکہ انبیاء

واولیاء کے بارے کسی بھی مومن کا یہ قطعاً عقیدہ نہیں کہ وہ خدا کے برابر ہیں یا وہ عبادت کے مستحق ہیں

لہذا عبادت ہم صرف اللہ تعالیٰ کی کرتے ہیں جبکہ ان جستیوں کو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کے

قرب کا ذریعہ بناتے ہیں۔

سوال : اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾

ترجمہ : ”پس تم نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو۔“ [الحج: ۱۸]

یہ آیت کریمہ اور اس کے علاوہ دیگر آیات مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی شخص کو مدد

کیلئے پکارنا یا اس سے شفاعت طلب کرنا کفر اور شرک ہے، کیونکہ مشرک بھی بتوں کو خدا تصور

نہیں کرتے تھے بلکہ محض تقرب کیلئے ان کو مانتے اور ان کی عظمت اور توقیر کرتے تھے۔

جواب : ان آیات مبارکہ سے یہ مطلب نکالنا کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو پکارنا شرک

و کفر ہے یہ بالکل درست نہیں کیونکہ کسی بھی مسلمان نے کبھی بھی کسی نبی یا ولی کو خدا نہیں سمجھا اور

نہ ہی یہ سمجھا ہے کہ وہ بذات خود اپنی خاص قدرت کے ساتھ کسی چیز پر قادر ہیں یا کسی نفع

و نقصان کے مالک ہیں یا کسی چیز کو پیدا کرتے ہیں، بلکہ ہر مسلمان یہی اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ خدا

تعالیٰ کے خاص بندے ہیں اور اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں، کسی بھی طرح وہ عبادت کے مستحق

نہیں کہ ان کی عبادت کی جائے مگر چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا ہے، مقرب بنایا ہے، اعلیٰ اعلیٰ انعامات و اعزازات سے نوازا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے خاص رحمت مازل فرماتا ہے، اپنے بندوں پر رحم فرماتا ہے، ان کے ذریعے اپنے بندوں کی تکالیف کو دور کرتا ہے جس کی شہادتیں قرآن وحدیث میں بے شمار ملتی ہیں، لہذا وسیلۃ الاولیاء پکڑنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو حقیقی خالق و مالک و نفع و نقصان کا مالک تصور کرتے ہوئے ان ہزرگوں سے برکات حاصل کرتا ہے، اپنی قضائے حاجات کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انہیں وسیلہ جانتا ہے، لہذا محض کی پیش کردہ تمام آیات کریمہ میں [تَدْعُ] بمعنی [تَعْبُدُ] ہے یعنی غیر اللہ کو پکارنا شرک نہیں بلکہ غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے۔

اب آئیے چند آیات کو تفاسیر کی روشنی میں دیکھیں جن میں مفسرین کرام نے [تَدْعُ] بمعنی [تَعْبُدُ] مانا ہے اور [ذَوْنَ اللّٰہ] سے مراد اللہ کے ولی نہیں بلکہ بت مراد لیے ہیں۔

تفسیر صاوی اور تفسیر جلالین میں ہے کہ [لَا تَدْعُ] بمعنی [لَا تَعْبُدُ] ہے۔
آئیے اس بارے چند آیات مبارکہ کے حوالہ جات ملاحظہ کریں۔

[۱]: ﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ (ای تعبدون) مِنْ دُونِهِ (ای غیرہ وہم الاصنام)﴾
[المائدہ: ۱۶] [جلالین: ۴۶۵]

[۲]: ﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ (ای يعبدون) مِنْ دُونِ اللّٰہ (ای وہم الاصنام)﴾
[النحل: ۲۰] [جلالین: ۴۱۷]

تفسیر کشاف میں ہے: [وَالْأَلِهَةُ الَّذِينَ يَدْعُوهُمْ الْكُفَّارُ] [التکوین: ۲۲، ۵۶۱]
ترجمہ: ”وہ خدا جن کی کفار عبادت کرتے تھے۔“

تفسیر کبیر میں ہے: [فَاعْلَمْ أَنَّهُ تَعَالَى وَصَفَ هَذِهِ الْأَصْنَامَ بِصِفَاتٍ كَثِيرَةٍ فَالْصِّفَةُ الْأُولَى: أَنَّهُمْ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا، الصِّفَةُ الثَّانِيَّةُ: أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ] [تفسیر کبیر: المجلد العشر: ۱۵۶۲۰]

ترجمہ: ”پس تو جان کہ اللہ تعالیٰ نے ان بتوں کو کثیر صفات سے

مُصَف کیا، پس پہلی صفت یہ بیان کی کہ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے، دوسری صفت یہ ہے کہ یہ بت مردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں۔

[۳]: ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ (تَعْبُدُونَ) مِنْ دُونِ اللَّهِ (ای الاضنام)﴾
[الاحقاف: ۲۱] [جلالین: ۴۱۶]

تفسیر کبیر میں ہے: (وہی الاضنام) [تفسیر کبیر: المجلد الرابع عشر: ۲۸/۳]

[۴]: ﴿قُلْ لِلْكَافِرَةِ مَكْرَةٌ إِذْ دَعَوْا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ (ای زَعَمْتُمْ وَهُمْ الْهَيْهَة)﴾
[النساء: ۲۲] [جلالین: ۳۶۱]

تفسیر کشاف میں ہے: [عَبَدْتُمْهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنَ الْأَضْنَامِ]
[تفسیر الکشاف: ۵۸۸/۴]

ترجمہ: ”جن بتوں کی تم اللہ ﷻ کے بناؤ وہ عبادت کرتے ہو۔“

[۵]: ﴿يَدْعُوا (يَعْبُدُ) مِنْ دُونِ اللَّهِ (مِنْ الضَّمِّ)﴾
[الحج: ۱۲] [جلالین: ۲۷۹]

تفسیر کبیر میں ہے: [فَالْأَقْرَبُ أَنَّهُ الْمَشْرُكَ الَّذِي يُعْبَدُ الْأَوْتَانِ]
[تفسیر کبیر: المجلد الثاني عشر: ۱۴/۲۳]

ترجمہ: ”زیادہ قریب یہ ہے کہ (الضَّمِّ سے مراد) وہ شرک ہو جو بتوں کی پوجا کرتا ہے۔“

[۶]: ﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ (يَعْبُدُونَ) مِنْ دُونِهِ (ای عِبَادَهُ وَهُمْ الْأَضْنَام)﴾
[الرعد: ۱۴] [جلالین: ۲۰۲]

تفسیر کشاف میں ہے: [وَالْأَلِهَةُ الَّذِينَ يَدْعُوهُمْ الْكُفَّارُ] [تفسیر الکشاف: ۴۹۱/۲۲]

ترجمہ: ”وہ خدا جن کی کفار عبادت کرتے تھے۔“

تفسیر کبیر میں ہے: [يَعْنِي الْأَلِهَةُ الَّذِينَ يَدْعُونَهُمُ الْكُفَّارُ مِنْ دُونِ اللَّهِ]
[تفسیر کبیر: المجلد العاشر: ۲۹/۱۹]

ترجمہ: ”وہ خدا جن کی کفار اللہ ﷻ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں۔“

[۷]: ﴿قَالُوا إِنَّمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ (تَعْبُدُونَ) مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾
[الاعراف: ۳۷] [جلالین: ۱۴۲]

تفسیر کبیر میں ہے: [معناه: اِنَّ شُرَكَاءَ الدِّينِ كُنْتُمْ تَدْعُوْنَهُمْ وَتَعْبُدُوْنَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ] [تفسیر کبیر: المجلد السابع: ۷۲/۱۴]

ترجمہ: "مطلب یہ ہے کہ کہاں ہیں تمہارے وہ شرکاء جن کو تم پکارتے ہو اور اللہ ﷻ کے علاوہ جن کی تم عبادت کرتے ہو۔"

[۸]: ﴿اِنَّ الدِّينَ تَدْعُوْنَ (تَعْبُدُوْنَ)﴾ [الاعراف: ۱۹۴] [جلالین: ۱۴۲]
تفسیر کشاف میں ہے: [تَعْبُدُوْنَهُمْ وَتُسَبِّحُوْنَهُمُ الْهَيْهَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ]
[تفسیر کشاف: ۱۴۸/۲]

ترجمہ: "اللہ ﷻ کے علاوہ جن خداؤں کی تم عبادت کرتے ہو اور جن کو تم خدا کہتے ہو۔"
تفسیر خازن میں ہے: [يَعْنِي اَنَّ الْاَصْنَامَ الَّتِي يَعْبُدُهَا هَؤُلَاءِ الْمُشْرِكُوْنَ]
[تفسیر خازن: ۱۲۹/۲]

ترجمہ: "یعنی وہ بت جن کی یہ شرک عبادت کرتے ہیں۔"
تفسیر معالم التنزیل میں ہے: [تَعْبُدُوْنَهُمْ وَتُسَبِّحُوْنَهُمُ الْهَيْهَ]
[تفسیر معالم التنزیل حاشیہ علی الخلق: ۱۲۹/۲]

ترجمہ: "جن خداؤں کی تم عبادت کرتے ہو اور جن کو تم خدا کہتے ہو۔"
تفسیر طبری میں ہے: [يَقُوْلُ حَلْ لِّسَاءٍ كَ لِهَؤُلَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ]
[تفسیر طبری: المجلد السادس: ۱۰۳/۹]

تفسیر قرطبی میں ہے: ﴿تَدْعُوْنَ (تَعْبُدُوْنَ)﴾ [تفسیر قرطبی: المجلد الرابع: ۲۱۷/۷]
تفسیر کبیر میں ہے: [الْمَقْصُوْدُ مِنْ هَذِهِ الْاَيَةِ اِقَامَةُ الْحُجَّةِ عَلٰى اَنَّ الْاَوْثَانَ لَا تَنْصُلِحُ لِلْاِلَهِيَّةِ]
[تفسیر کبیر: المجلد الثانی: ۹۰/۱۵]

ترجمہ: "اس آیت سے مقصود اس بات پر حجت قائم کرنا ہے کہ بت معبود بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔"

[۹]: ﴿وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ (اِیْ الْاَصْنَامَ)﴾ [الاعراف: ۱۹۸] [جلالین: ۱۴۲]
تفسیر کبیر میں ہے: [اِنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ وَصْفُ الْاَصْنَامِ]

ترجمہ: ”اس سے مراد بتوں کی صفت بیان کرنا ہے۔“

[۱۰]: ﴿وَلَا تَدْعُ (تَعْبُدْ) مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ (اِیٰ

عِبَادَتِهِ) وَلَا يَضُرُّكَ (اِنْ لَمْ تَعْبُدْهُ)﴾ [یونس: ۱۰۲] [جلالین: ۱۶۶]

تفسیر کبیر میں ہے: [قَالَ الْمُسْتَسْرُونَ اِنَّهُ تَعَالٰی لَمَّا بَيْنَ فِی الْاٰیَةِ الْاُولٰی فِی صِفَةِ الْاَصْنَامِ اَنْهَا لَا تَصُرُّ وَلَا تَنْفَعُ]

ترجمہ: ”مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں

بتوں کی یہ صفت بیان کی کہ وہ نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں تو دوسری آیت میں یہ بیان کیا کہ وہ کسی چیز کو پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہیں۔“

[۱۱]: ﴿قُلْ اَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَ كُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ (تَعْبُدُوْنَ) مِنْ

دُونِ اللَّهِ (اِیْ غِیْرِهِ وَهُمْ الْاَصْنَامُ)﴾ [الفر: ۲۰] [جلالین: ۳۶۷]

محترم قارئین!

یہ کس قدر ستم ظریفی ہے اُن لوگوں کی جو قرآن حکیم کو سچ نہ سمجھنے کی وجہ سے مومنوں کو شرک کہتے رہتے ہیں اور کس قدر بد بخت ہیں وہ لوگ جو قرآن حکیم کی غلط تشریحات کرتے ہیں حالانکہ یہ معاملہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قرآن پاک میں کسی بھی مقام میں انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اولیاءِ عظام رَحْمَتُہُمْ عَلَیْہِمْ کو پکارنا شرک نہیں کہا گیا، یہ خارجی بد بخت از خود قرآن حکیم کی غلط تشریحات کر کے سچ مومنوں کو شرک کہتے ہیں، ان تمام آیات مبارکہ کے حوالہ جات ایسے لوگوں کیلئے تازیانہ ہے، اگر یہ لوگ تعصب کے پردے ہٹا کر ذرا ان آیات کے حوالہ جات پر غور و فکر کریں تو دل کی دنیا انشاء اللہ روشن ہو جائے گی۔

محترم قارئین!

یاد رہے یہ تمام مفسرین کے حوالہ جات قدیم تفسیروں کے ہیں، یہ اس وقت کی تفسیریں ہیں جس وقت موجودہ فرقوں کا وجود بھی نہیں تھا، لہذا ان کے حوالہ جات انتہائی معتبر ہیں اور قرآن حکیم کی بالکل صحیح تصویر ہے، اسلئے ہم خارجیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ آج سے دو سو سال قبل کی کسی ایک تفسیر سے کسی صحابی، کسی تابعی یا کسی مفسر کا قول ہی پیش کر دیں جس میں یہ بیان ہو کہ قرآن پاک میں [تذع] دون اللہ کے ساتھ استعمال ہوا ہو اور اس کا معنی پکارا گیا گیا ہو اور اس سے مراد اولیاء اللہ ہوں تو ہم اپنے عقیدے پر غور کرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے ورنہ مخالفین کو چاہیے کہ جب حق واضح ہو جائے تو اسے قبول کر لیں، لہذا وہ اپنے غلط عقیدے سے توبہ کر کے اسلام کے صحیح عقیدے کو اپنائیں۔

☆ ضروری وضاحت ☆

ان تمام آیات کے تفسیری حوالہ جات سے یہ باتیں ثابت ہوئیں:

[۱]: وہ تمام آیات جن کو مخالفین اولیاء اللہ رجعتہم فلہ نفعی پر چسپاں کرتے ہیں، وہ سب مشرکین کے بارے میں نازل ہوئیں جو بتوں کی پوجا کرتے تھے۔

[۲]: یہ بات ثابت ہوئی کہ ایسی تمام آیات جن میں [یسعدون] کے ساتھ [من دون اللہ] ہے، وہاں تمام قدیم معتبر و مستند مفسرین کرام رجعتہم فلہ نفعی کے نزدیک [یسعدون] بمعنی [یسعدون] ہے اور [من دون اللہ] سے مراد کفار کے بت ہیں جبکہ اولیاء اللہ مراد نہیں ہیں۔

[۳]: تمام آیات کے حوالہ جات سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ بتوں کی عبادت کرنا ان کو پوجنا شرک ہے جبکہ اولیاء اللہ رجعتہم فلہ نفعی کو مشکل کے وقت پکارنا ان آیات سے شرک ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ کسی بھی معتبر و مستند مفسر نے یہ مراد نہیں لیا، لہذا قرآن پاک کی ان آیات میں اولیاء اللہ رجعتہم فلہ نفعی کو مراد لینا قرآن پاک میں از خود تخریف کرنے کے مترادف جو صریح گمراہی اور باعث عتاب ہے۔

سوال: جس طرح کفار بتوں کو تقرب الہی کا وسیلہ سمجھتے تھے، اسی طرح تم بھی

اولیاءِ کرام رنجتہم اللہ تعالیٰ لا تقرب الیہ کا ذریعہ سمجھتے ہو، لہذا کفار کے جنوں اور تمہارے ولیوں کے درمیان کیا فرق ہو؟

جواب ۱: [۱]: رَبِّ تَعَالٰی نے کہیں بھی اولیاء کرام رَحِمَهُمُ اللہُ تَعَالٰی کا وسیلہ ماننے کو کفر نہیں کہا بلکہ ان کے پوجنے کو شرک کہا ہے جبکہ کوئی بھی مسلمان ان کو پوجتا نہیں ہے بلکہ ان کا وسیلہ پیش کرتا ہے۔

[۲]: مشرکین نے بتوں کو وسیلہ بنایا جو خدا تعالیٰ کے دشمن ہیں جبکہ مسلمان اللہ کے پیاروں کا وسیلہ پیش کرتے ہیں یہ کفر نہیں بلکہ ایمان ہے۔ یہ کچھ مشرک لوگ گونا گویا پانی لانا ہے تو مشرک مسلمان آب زم زم لانا ہے تو مومن کیونکہ مسلمان آب زم زم کی تعظیم اسلئے کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مغز ہے اور پیغمبر کی تعظیم ایمان ہے، اسی طرح مشرک چتر کے آگے سر جھکاتا ہے تو مشرک و کافر جبکہ مسلمان کعبہ کے سامنے سر جھکائے تو مسلمان، بلکہ حجازی و کوچو متے ہیں پھر بھی مسلمان ہی رہتے ہیں، آخر ایسا کیوں؟ اسلئے کہ کافر کے چتر کو بہت سے نسبت ہے اسلئے وہ بہت کی تعظیم کی وجہ سے کافر جبکہ نازک کعبہ اور حجازی و کوچو متوں سے نسبت ہے لہذا ان کی تعظیم کی وجہ سے یہ مومن ہے۔

[۳]: مشرکین بتوں میں خدائی اثر اور ان کو جو خدا کا نام گردہ مانتے تھے، جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ کہتے تھے، پھر خدا کہنے لگے جبکہ اہل سنت کا کوئی بھی فرد انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کو خدا کے بیٹے یا خدا نہیں کہتے۔

☆ ماخذ ومراجع ☆

- [۱]: قرآن مجید۔
- [۲]: کنز الایمان ترجمہ قرآن، الشاد امام احمد رضا علیہ فیضہ القرآن لاہور۔
- [۳]: تفسیر کبیر، امام فخر الدین رازی شافعی (۶۰۶ھ) دار احیاء التراث العربی، بیروت۔
- [۴]: تفسیر کشاف، علامہ جلال الدین سیوطی (۵۳۸ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی۔
- [۵]: تفسیر خازن، علامہ محمد بن ابوالکیم بغدادی (۷۲۵ھ) حسینی کتب خانہ پشاور۔
- [۶]: تفسیر جلالین، علامہ جلال الدین سیوطی و محلی، قدیمی کتب خانہ کراچی۔
- [۷]: تفسیر معالم القرآن، علامہ محمد الحسین بن مسعود القراء (۵۱۶ھ) حسینی کتب خانہ پشاور۔
- [۸]: تفسیر طبری، علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری (۳۱۱ھ) دار المعرفۃ بیروت۔
- [۹]: تفسیر قرطبی، علامہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (۶۶۸ھ) بیروت۔
- [۱۰]: صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی۔
- [۱۱]: صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج قشیری (۲۶۱ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی۔
- [۱۲]: جامع ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ ترمذی (۲۷۹ھ) دار القرآن والحدیث۔
- [۱۳]: سنن ابی داؤد، امام سلیمان بن اشعث (۲۷۵ھ) مکتبہ امدادیہ ملتان۔
- [۱۴]: سنن ابن ماجہ، امام محمد بن یزید ابن ماجہ (۲۷۳ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی۔
- [۱۵]: مشکوٰۃ المصابیح شیخ ابی الدین عمر بن زبیری (۷۴۲ھ) مکتبہ حقانیہ پشاور۔
- [۱۶]: صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ) دار المعرفۃ بیروت۔
- [۱۷]: صحیح مسلم، امام محمد مسلم بن حجاج قشیری (۲۶۱ھ) دار المعرفۃ بیروت۔

مولانا محمد فہیم مصطفائی صاحب کی دیگر غیر مطبوعہ کتب کا تعارف

- [۱]: اسلام کو نیوز (اسلامی تعلیمات، اسلامی اخلاقیات اور اسلامی عبادات پر مشتمل بہترین تحریر) زیر طبع۔
- [۲]: تفہیم الاحادیث (صحاح ستہ سے اخذ شدہ عقائد و مسائل پر مشتمل انمول تحریر) زیر طبع۔
- [۳]: تدوین فقہ (فقہ کی تعریف و موضوع اور تاریخ و تدوین پر مشتمل ایک مفید رسالہ) زیر طبع۔
- [۴]: تدوین حدیث (حدیث کی تعریف، تاریخ و تدوین پر مشتمل بہترین رسالہ) زیر طبع۔
- [۵]: تدوین تفسیر (تفسیر و تاویل کی تعریفات و تاریخ و تدوین پر مشتمل عمدہ رسالہ) زیر طبع۔
- [۶]: علوم مصطفیٰ (صحاح ستہ میں مذکور علم غیب پر مشتمل 160 احادیث کا مجموعہ) زیر طبع۔
- [۷]: عقیدہ شفاعت (شفاعت کی اقسام اور دلائل و اہم پر مشتمل رسالہ، 48 صفحات) زیر طبع۔
- [۸]: تفہیم القواعد (نحوی ترکیبی قواعد پر مشتمل ایک مفید تحریر، 56 صفحات) زیر طبع۔
- [۹]: اشاریہ علی البخاری (صحیح بخاری سے اخذ شدہ عقائد و احکام و مسائل کے حوالہ جات کا مجموعہ) زیر طبع۔
- [۱۰]: اشاریہ علی المسلم (صحیح مسلم سے اخذ شدہ عقائد و احکام و مسائل کے حوالہ جات کا مجموعہ) زیر طبع۔
- [۱۱]: اشاریہ علی الترمذی (جامع ترمذی سے اخذ شدہ عقائد و احکام کے حوالہ جات کا مجموعہ) زیر طبع۔
- [۱۲]: اشاریہ علی النسائی (سنن نسائی سے اخذ شدہ عقائد و احکام کے حوالہ جات کا مجموعہ) زیر طبع۔
- [۱۳]: اشاریہ علی ابی داؤد (سنن ابی داؤد سے اخذ شدہ عقائد و احکام کے حوالہ جات کا مجموعہ) زیر طبع۔
- [۱۴]: اشاریہ علی ابن ماجہ (سنن ابن ماجہ سے اخذ شدہ عقائد و احکام کے حوالہ جات کا مجموعہ) زیر طبع۔
- [۱۵]: عقیدہ استغاثت اور صحابہ کرام (صحابہ کرام کے استغاثت و استمداد کے عقائد پر مشتمل بہترین رسالہ 40 صفحات) زیر طبع۔

مولانا محمد فہیم مصطفائی صاحب کی درسی غیر مطبوعہ کتب کا تعارف

- [۱]: تفہیم النحو، شرح ہدایۃ النحو (بدیۃ النحو کی عبارت کو حل کرنے والی بہترین شرح) زیر طبع۔
- [۲]: تفہیم الترتیب، شرح صافۃ عامل (شرح ملتے کی مکمل ترکیب پر مشتمل) زیر طبع۔
- [۳]: تفہیم التہذیب، شرح شرح تہذیب (افراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیر طبع۔
- [۴]: تفہیم الجامی، شرح شرح جامی (افراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیر طبع۔
- [۵]: تفہیم المشکوۃ، شرح مشکوۃ (مختلف نسخہ امارت سے معیہ سینکڑوں مسائل کا مجموعہ) زیر طبع۔
- [۶]: تفہیم الہدایہ، شرح ہدایہ (مختار ابواب کی افراض شارح حل کرنے والی بہترین تحریر) زیر طبع۔
- [۷]: تفہیم المختصر، شرح مختصر المعانی (افراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیر طبع۔
- [۸]: تفہیم الختصاصی، شرح ختصاصی (افراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیر طبع۔
- [۹]: تفہیم القطبی، شرح قطبی (افراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیر طبع۔
- [۱۰]: تفہیم الحسن، شرح ملاحسن (افراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیر طبع۔
- [۱۱]: تفہیم البیضوی، شرح بیضوی (افراض شارح حل کرنے والی بہترین شرح) زیر طبع۔
- [۱۲]: تفہیم العقائد، شرح شرح العقائد (شرح عقائد کی آسان فہم شرح) زیر طبع۔
- [۱۳]: تفہیم المبینی، شرح مبینی (علمی کی کتاب سیدی کی ویجے گیوں کو حل کرنے والی شرح) زیر طبع۔
- [۱۴]: دس سالہ حل شدہ پرچہ جات (تحفیم لہذا اس کے تحت مشفقہ نے دورہ حدیث کے دس سالہ پرچہ جات کا حل) زیر طبع۔